Application of Lewis Ray Rambo's Stage Model to the Conversions to Islam

Zohaib Ahmed[⁕]

ABSTRACT

Lewis R. Rambo is an American scholar who has gained prominence for his numerous works on religious conversion. For critics, he analysed the data written in the last three centuries on this topic and conducted interviews of various converts to formulate an objective stage model of religious conversion. He divides his model into seven stages that include context, crisis, quest, encounter, interaction, commitment, and consequences. He argues that empirically there is no fundamental difference in the conversion in Christianity, Islam and Buddhism. In the contemporary world, his model is largely used to better understand the process of religious change of an individual or a group. The current study analyses the works of Rambo and argues that although some of the stages of his model seem to be influenced by Christianity, the flexibility of his model allows its application to

⁕ Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalnagar Campus. (hafizctn@gmail.com)

conversion to Islam as well. Furthermore, it is also argued that to better understand advocate-convert relationship, it is necessary to analyse the stages of encounter and interaction in the light of Islamic rules of *daʿwah* that seem absent from the model of Rambo.

لیوس رے ریمبو کے تبدیلیِ مذہب کے ماڈل کا قبول اسلام پر اطلاق

ذوہیب احمد ۞

تعارف

لیوس رے ریمبو ایک امریکن اسکالر ہیں جنہوں نے تبدیلیِ مذہب کے موضوع پر متعدد تحریریں لکھی ہیں۔ ناقدین کے نزدیک انھوں نے پچھلی تین صدیوں میں اس موضوع پر لکھی گئیں تصانیف اور بہت سے لوگوں کے انٹرویوز کے ذریعے حاصل کی گئی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے تبدیلیِ مذہب کے عمل کو سمجھنے کا ایک غیر جانب دارانہ ماڈل تجویز کیا ہے۔ وہ اس عمل کو سات مراحل بہ شمول سیاق، مسائل، جستجو، مڈبھیڑ، تعامل، سپردگی اور نتائج میں تقسیم کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں کہ یہ تبدیلی اپنی فطرت میں متحرک ہونے کی وجہ سے صرف ایک آدھ ادارے، واقعے، تصور یا تجربے تک محدود نہیں ہوتی بلکہ ایک مسلسل عمل کی صورت میں وقوع پذیر ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر تجرباتی طور پر دیکھا جائے تو تبدیلیِ مذہب کا عمل، مذاہب عالم میں تقریباً یکساں نظر آتا ہے اس لیے چاہے عیسائیت ہو، بدھ مت ہو یا اسلام، اس عمل میں نفسیاتی طور پر کوئی بنیادی فرق نہیں ہوتا۔ عصر حاضر میں اس موضوع پر لکھے جانے والے متعدد مقالات میں کسی شخص یا گروہ کی تبدیلیِ مذہب کو جاننے کے لیے ان ہی کے ماڈل کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ زیر نظر تحریر ریمبو کے کام کا جائزہ پیش کرنے کے بعد یہ استدلال کرتی ہے کہ اگرچہ اس ماڈل کے کچھ مراحل عیسائیت سے متأثر نظر آتے ہیں مگر اس میں یہ وسعت موجود ہے کہ اس کا اطلاق غیر مسلموں کے اسلام لانے کے عمل کو جاننے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ ریمبو کی تحریروں میں داعی کے لائحہ عمل کی وضاحت کرتے وقت اسلامی اصول دعوت کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ مڈبھیڑ اور تعامل کے مراحل کا جائزہ اسلامی دعوت و ارشاد کی روشنی میں لیا جائے۔

۞ وزٹنگ لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور، بہاول نگر کیمپس، پاکستان۔
(hafizctn@gmail.com)

لیوس رے ریمبو کا تبدیلیِ مذہب کا ماڈل

لیوس رے ریمبو ۲۹ر دسمبر ۱۹۴۳ کو ٹیکساس، امریکہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی بی اے کی ڈگری Abilene Christian University سے حاصل کی۔ Yale Divinity School سے ماسٹر آف ڈیونٹی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد انھوں نے ماسٹر آف آرٹس کے ساتھ ساتھ مذہب اور نفسیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری University of Chicago سے حاصل کی۔ ریمبو اس وقت San Francisco Theological Seminary, California میں Pastoral Psychology کے شعبے میں بہ طور پروفیسر فرائضِ منصبی سر انجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے ۱۹۹۳ء میں *Understanding Religious Conversion* کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی جس میں انھوں نے فلسطین، اسرائیل، کوریا، جاپان، چائنہ اور امریکہ میں موجود مختلف لوگوں سے تبدیلیِ مذہب کے عمل کو سمجھنے کے لیے انٹرویو کیے اور حاصل ہونے والی معلومات کی بنا پر اپنا سٹیج ماڈل پیش کیا۔[۱] اس کے علاوہ انھوں نے اس عمل کو بہتر طور پر سمجھنے اور پرکھنے کے لیے درجنوں مقالات بھی تحریر کیے ہیں۔

ناقدین کے نزدیک انھوں نے پچھلی تین صدیوں میں تبدیلیِ مذہب کے موضوع پر لکھی گئیں تحریروں اور بہت سے لوگوں کے انٹرویوز پر مبنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے[۲] بین المضامینی اسلوب کو اپنایا اور مختلف مراحل پر مبنی تبدیلیِ مذہب کو جاننے کا ایک ماڈل پیش کیا جس میں وہ اس عمل کی مذہبی جہت کو بہ طور خاص پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔[۳] ان کا یہ مرحلاتی ماڈل کسی شخص یا گروہ میں تبدیلیِ مذہب کے حوالے سے ہونے والی شخصی، سماجی، تہذیبی اور مذہبی تبدیلیوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے جو ان کے خیال میں اس عمل کے لازمی اجزائے ترکیبی ہیں۔[۴] وہ استدلال کرتے ہیں کہ تبدیلیِ مذہب کے مظہر کو سمجھتے وقت یہ بات مدنظر رہنی چاہیے کہ

1– Lewis Ray Rambo, e-mail message to author, March 23, 2016.

۲– ریمبو کے ماڈل کے تفصیلی جائزے کے لیے دیکھیے:

Richard Machalek, “Understanding Religious Conversion”, *Journal for the Scientific Study of Religion* 33:2 (1994): 192-193.

3– Lewis R. Rambo, "Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change " *Pastoral Psychology* 38, no. 1 (1989): 50; *Understanding Religious Conversion* (New Haven: Yale University Press, 1993), 11; "Theories of Conversion: Understanding and Interpreting Religious Change," *Social Compass* 46, no. 3 (1999): 264.

4– Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 7.

یہ کوئی ایک خاص واقعہ نہیں ہوتا بلکہ مختلف واقعات پر مبنی ایک عمل ہے جو اپنے آپ میں نہایت طویل بھی ہو سکتا ہے۔ مگر وہ آن کی آن میں ہو جانے والی مذہبی تبدیلیوں کا بھی انکار نہیں کرتے۔ البتہ ان کا خیال ہے کہ ایسا نہایت کم ہوتا ہے، لیکن ایسا ہونا ناممکن بھی نہیں ہے۔[۵]

ریمبو کے خیال میں چوں کہ یہ تبدیلی اپنے سیاق کے اعتبار سے ہوتی ہے اس لیے یہ "نہ صرف خود اس سے متاثر ہوتی ہے بلکہ اس سے معرض وجود میں آنے والے مختلف حالات، واقعات، تعلقات اور توقعات سے بھی عبارت ہوتی ہے۔۔۔ تبدیلیِ مذہب کے عوامل متعدد، متعامل، اور یکجان ہوتے ہیں۔"[۶] وہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس عمل کے متعلق آگاہی حاصل کرنے والے شخص کو چاہیے کہ وہ مختلف حالات، واقعات، تجربات اور آرا سے ملنے والی معلومات کو اپنے مطالعے میں جگہ دے اور پھر زیرِ نظر فرد یا گروہ میں اس تبدیلی کے عمل کو سمجھنے کی کوشش کرے۔[۷] اپنی کتابوں اور مقالات میں اس عمل کے لیے ریمبو نے Converting کی اصطلاح استعمال کی ہے لیکن کسی مسلمان کے تبدیلیِ مذہب کو جاننے کے عمل کے لیے راقم الحروف کو ایک ای میل کے ذریعے انھوں نے Reverting/Embracing کی اصطلاح استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔[۸] اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بہت سے نو مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا قبول اسلام کسی نئی شے کی تلاش نہیں تھا بلکہ وہ تو اپنی فطرت[۹] پر واپس آئے ہیں۔ اس لیے وہ Convert نہیں بلکہ Reverts ہیں۔ بعض نو مسلموں نے "رجوع" کی اصطلاح استعمال کرنے کی بجائے "فطرت" کی اصطلاح کی

۵- مثلا، سیرت نبوی ﷺ کے مشہور مصنف ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنی کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واقعے کو درج کیا ہے وہ ایک مسلسل عمل کی بجائے یکایک ہونے والا واقعہ لگتا ہے۔ مزید تفصیلات جاننے کے لیے دیکھیے: محمد بن اسحاق اور احمد فرید المزیدی، **السیرة النبویة** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۲۰۰۰)، ۲۲۲۔

6 - Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 5.

7- Christopher Lamb and M. Darroll Bryant, "Introduction: Conversion: Contours of Controversy and Commitment in a Plural World," in *Religious Conversion: Contemporary Practices and Controversies*, ed. Christopher Lamb and M. Darroll Bryant (New York: Continuum International Publishing, 1999), 7; Lewis R. Rambo and Steven C. Bauman, "Psychology of Conversion and Spiritual Transformation," *Pastoral Psychology* 61, no. 5-6 (2012): 880.

8- Lewis Ray Rambo, e-mail message to author, March 24, 2016

۹- اسلام میں فطرت وہ پیدائشی طبعیت ہے جس پر انسان کو تخلیق کیا گیا ہے۔ دیکھیے: القرآن ۳۰: ۳۰۔

بھی سفارش کی ہے۔[۱۰] مارسیا ہر مینسن[۱۱] (Marcia Hermansen) بھی اس ضمن میں لکھتی ہیں کہ لفظ Conversion یا "تغیر" اگر تبدیلیِ مذہب کے عمل کے لیے منتخب کیا جائے تو یہ لفظ اس عمل کی مکمل وضاحت کرنے سے قاصر ہے، کیوں کہ اس سے یہ پتا نہیں چلتا کہ تبدیلیِ مذہب کے خواہش مند شخص نے اپنی پرانی شناخت کو مکمل طور پر چھوڑ دیا ہے۔ تبدیلیِ مذہب کے جن عوامل کا مطالعہ ہر مینسن نے کیا ہے ان میں طبیعت پر واپس آنے کا ایک عنصر بھی موجود تھا۔ اسی وجہ سے وہ بھی "رجوع" کے لفظ کا انتخاب کرتی ہیں۔[۱۲] اسی طرح Embrace کی اصطلاح بھی تبدیلی یا تغیر کے عنصر کی بجائے کسی چیز کو محبت یا دوستی میں اپنانے کی طرف اشارہ کرتی ہے لہٰذا ریمبو قبولِ اسلام کے مطالعہ کے لیے "تغیر" کی اصطلاح کی سفارش کرتے ہیں۔

وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر تجرباتی طور پر دیکھا جائے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ تبدیلیِ مذہب کا عمل، مذاہب عالم میں تقریباً یکساں ہے اس لیے چاہے عیسائیت ہو، بدھ مت ہو یا اسلام، اس عمل میں نفسیاتی طور پر کوئی بنیادی فرق نہیں ہوتا۔[۱۳] چوں کہ ان کا خیال ہے کہ تبدیلیِ مذہب ایک تنہا واقعہ نہیں بلکہ ایک مسلسل عمل ہوتا ہے اس لیے انھوں نے اپنے ماڈل کو سات مختلف مراحل سیاق (Context)، مسائل (Crisis)، جستجو (Quest)، مڈبھیڑ (Encounter)، تعامل (Interaction)، سپردگی (Commitment) اور نتائج (Consequences) میں تقسیم کیا ہے جن کی ترتیب فرد یا گروہ کے اعتبار سے یکساں یا مختلف ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ لازمی نہیں کہ یہ تمام کے تمام مراحل ہر شخص کی زندگی میں اسی ترتیب سے وقوع پذیر ہوں۔[۱۴] ان

10- Maha Al-Qwidi, "Understanding the Stages of Conversion to Islam: The Voices of British Converts," (PhD Diss., The University of Leeds, 2002), 203.

۱۱- مارسیا ہر مینسن ایک نامور محققہ ہیں جو اس وقت لائل یونی ورسٹی کے تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں بطور پروفیسر فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔

12- Marcia Hermansen, "Roads to Mecca: Conversion Narratives of European and Euro-American Muslims," *The Muslim World* 89, no. 1 (1999): 79.

13- Lewis R. Rambo, "The Psychology of Conversion," in *Handbook of Religious Conversion*, ed. H.N. Malony and S. Southard (Alabama: Religious Education Press, 1992), 162.

۱۴- ریمبو کے اس خیال کی تصدیق بعض محققین نے اس کی تطبیق کے ذریعے بھی کی ہے۔ مثلاً، ماہا القویدی اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں یہ استدلال کرتی ہیں کہ انھیں کچھ نومسلموں کی مذہبی تبدیلی کے عمل کو سمجھنے کے لیے بعض مراحل کو آپس میں مدغم کرنا پڑا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:

مراحل کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

سیاق: تبدیلیِ مذہب کا ماحول

ریمبو کے مطابق زندگی خود میں ایک وسیع مفہوم سموئے ہوئے ہے۔ صرف انسان یا جانور ہی نہیں جو اس کے دائرہ کار میں آتے ہیں بلکہ تہذیب و ثقافت کی بھی کائنات کی دوسری اشیا کی طرح ایک زندگی اور تاریخ ہے۔ جب ایک تہذیب زوال پذیر ہوتی ہے تو ایک زبردست قسم کی تبدیلی رونما ہوتی ہے جس کی لپیٹ میں اس تہذیب کی دیومالائی کہانیوں سے لے کر اس کے رسم و رواج، رموز اور شعائر تک آجاتے ہیں۔ وہ ایک مخصوص انداز میں بنتے اور بگڑتے ہیں جس کی وجہ سے نئے نئے مظاہر جنم لے سکتے ہیں۔ لوگ ان نئی تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہونے کے لیے اپنے سوچنے کے انداز، عادات، عبادات اور ماحول کو بدلتے دکھائی دیتے ہیں۔[۱۵] یہ نئی تبدیلیاں، تبدیلیِ مذہب کے عمل پر نہ صرف اثر انداز ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات اس عمل کی وجہ بھی بنتی ہیں۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ سیاق صرف ایک مرحلہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی پکڑ اس قدر وسیع، گہری اور پیچیدہ ہے کہ یہ خود میں ایک مکمل سماجی، ثقافتی، مذہبی اور شخصی کائنات سموئے ہوئے ہوتا ہے جس کے اندر تبدیلیِ مذہب کا تمام عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تبدیلیِ مذہب کا ماحول ہے جو نہایت کامل اور ہمہ جہت ہونے کے ساتھ ساتھ اس تبدیلی کے بقیہ مراحل سے بھی بھرپور انداز میں جڑا ہوا ہوتا ہے۔ ریمبو سیاق کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں؛ سیاقِ اکبر (Macro Context) اور سیاقِ اصغر (Micro Context) جو ان کے خیال میں بہت سے معاملات میں باہم متصل ہیں۔[۱۶]

Al-Qwidi, "Understanding the Stages of Conversion to Islam: The Voices of British Converts", 240.

15- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 23.

۱۶ – اپنے ایک سابقہ مقالے *Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change* میں ریمبو سیاق کی ایک تیسری قسم سیاقِ وسطی کا بھی ذکر کرتے ہیں جو سیاق اکبر اور سیاق اصغر کے درمیان باہمی ربط ہے۔۔ اس بارے میں مزید جاننے کے لیے دیکھیے:

Rambo,"Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 52.

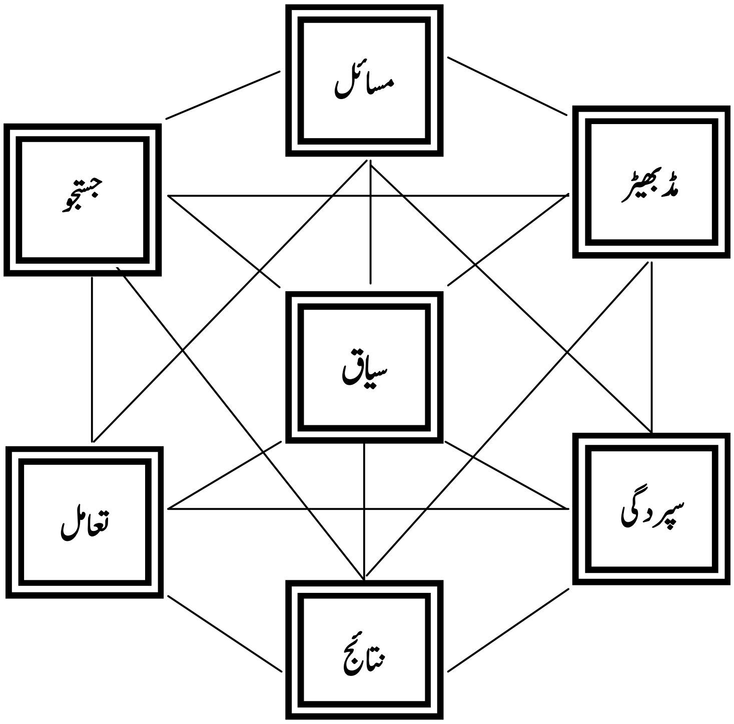

تصویر ا: ریمبو کے مرحلاتی ماڈل کا ایک نمونہ۔ (۱۷)

۱- سیاقِ اکبر میں بین الاقوامی سطح پر وقوع پذیر ہونے والی سیاسی، سماجی، قومی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی تبدیلیاں، ادارے اور تحریکیں شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً یورپ میں صنعتی انقلاب سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں۔(۱۸) ریمبو کے خیال میں سیاق اکبر مکمل ماحول ہے۔ اس میں ہر قسم کا سیاق شامل ہے۔ سیاق میں یہ طاقت موجود ہوتی ہے کہ وہ مذہبی تبدیلی کے عمل کو تیز یا سست کر سکتا ہے۔

۲- سیاقِ اصغر سے مراد کسی فرد یا گروہ کا انفرادی ماحول ہے جس میں کسی فرد کا خاندان، دوست،

۱۷- لیوس ریمبو اسی قسم کا ماڈل تبدیلیِ مذہب کے عمل کو سمجھنے میں تمام مراحل کے لیے تجویز کرتے ہیں۔ دیکھیے:
Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 18.

۱۸- مثلاً، برطانوی معاشرے کی مذہبی زندگی پر صنعتی دور کے اثرات جاننے کے لیے دیکھیے:
Alan D. Gilbert, "The Industrial Revolution and British Society," in *Religion and Political Stability in Early Industrial England*, eds. Patrick Karl O'Brien and Roland Quinault (Cambridge: Cambridge University Press, 1993).

اقربا اور ذاتی زندگی وغیرہ شامل ہیں۔[۱۹]

چوں کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سیاق ہوتا ہے اور ہر چیز کسی نہ کسی سیاق میں وقوع پذیر ہوتی ہے اس لیے بعض محققین کا خیال ہے کہ سیاق کوئی مرحلہ نہیں ہے۔[۲۰] اگرچہ یہ تنقید درست معلوم ہوتی ہے تاہم ریمبو نے جس طرح سیاق اور اس کے درجوں کو بیان کیا ہے اس سے معلومات کے حصول میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ یہ آسانی صرف تبدیلِ مذہب کے موضوع تک ہی محدود نہیں بلکہ اسے دوسرے مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مسائل: تبدیلِ مذہب کے عمل انگیز

ریمبو استدلال کرتے ہیں کہ کسی فرد یا گروہ کا سیاق اس کی زندگی میں اندرونی یا بیرونی نفسیاتی، سیاسی، معاشرتی یا مذہبی مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ اس مرحلے سے مراد مشکلات کا وہ دور ہوتا ہے جو کسی فرد یا گروہ کو راغب کرتا ہے کہ وہ تبدیلِ مذہب کے عمل سے گزرے۔ حالات ایسے بن جاتے ہیں یا بنا دیے جاتے ہیں کہ انسان بھی کہاں جا پڑتا ہے۔ یہ خود کو مشکل میں محسوس کرتا ہے اور چاہتے نہ چاہتے ہوئے اسے اِس مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے کہ انسان کی زندگی سیاسی، سماجی، معاشرتی، ذاتی یا مذہبی مسائل کی وجہ سے غیر متوازن ہو جاتی ہے اور یہ مسائل تبدیلِ مذہب کے لیے عمل انگیز کا کام کرتے ہیں جو اس عمل کے لیے ضروری تو نہیں ہوتے مگر ان کی موجودگی سے عمل کی رفتار بڑھائی جا سکتی ہے۔ تبدیلِ مذہب کے اہم عمل انگیز تصویر ۲ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ریمبو اس مرحلے کو بہ طور خاص جانچنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مسائل کسی عمل کا "ردِ عمل نظر آتے ہیں کہ جب کسی شخص کو بھرپور انداز میں تبلیغ کی جاتی ہے تو وہ اس کو کسی جرم یا گناہ کی یاد دلاتی ہے جس سے اس کے اندر خود احتسابی اور نجات کی تلاش کا ایک عمل شروع ہو جاتا ہے۔"[۲۱] اس سے پتا چلتا ہے کہ ردِ عمل، جو کہ بعد میں مسائل کی صورت اختیار کر لیتا ہے، کسی فرد، واقعے یا حالت کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ لہٰذا عمل اور ردِ عمل دونوں ہی اس صورت میں نہایت اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ مسلسل اور تبدیل ہوتے حالات مسائل کو جنم دیتے ہیں جس سے انسان اُن بہت ساری اشیا کے متعلق سوچنا شروع کر سکتا ہے جس کو وہ پہلے اہمیت نہ دیتا ہو۔ ان اشیا میں ایسے

۱۹- دیکھیے: محمد ناصر الطویل، **إسلام القساوسة والحاخامات** (ریاض: دار طویق لنشر والتوزیع، ۲۰۰۴ء)، ۱۳۔

20- Asiyah az-Zahra Ahmad Kumpoh, “Conversion to Islam: The Case of the Dusun Ethnic Group in Brunei Darussalam” (PhD diss., University of Leicester, 2011), 252.

21- Rambo, "Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 53.

متعدد مذاہب اور تحریکیں بھی شامل ہو تیں ہیں جو پہلے انسان کو بعض وجوہات کی بنا پر اپنی طرف مائل نہیں کر پاتیں۔

تصویر ۲: ریمبو کے ماڈل سے اخذ شدہ تبدیلی مذہب کو جاننے کے عمل انگیز۔[۲۲]

جستجو: نئے مذہب کی تلاش

ریمبو کے مطابق اس مرحلے سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں کوئی فرد یا گروہ کسی نئے مذہب یا مذہبی تبدیلی کو جاننے کی بھرپور کوشش میں لگا ہوتا ہے تاکہ اپنی ذات میں مسائل سے پیدا ہونے والے 'خلا' کو پر کر سکے۔ اپنے پرانے مذہب سے عدم اطمینان یا کسی خاص عبادت کا شوق انسان کو اس مرحلے کی طرف لے جاتا ہے۔ اب خود کو مطمئن کرنے کے لیے اسے کسی نئی شے کی کھوج ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی فردِ واحد مذہب کی یا کسی خاص مذہبی واقعے کی ممکنہ حد تک تفصیلی سمجھ حاصل کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور پھر تلاش کا عمل شروع ہو جاتا ہے جو اس کے لیے مسائل کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جستجو کا مرحلہ ایک ایسا زمانہ ہے جب انسان اپنے مسائل سے پیدا ہونے والی جسمانی یا ذہنی تکلیف کے ردِ عمل میں حل تلاش کرنے کی سعی کرتا ہے۔ ریمبو اپنے ماڈل میں جستجو کے مرحلے میں شامل تین بڑے عوامل کے مطالعے کا مشورہ دیتے ہیں:

22- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 48-55.

۱- ردِ عمل کا انداز: یہ جاننے کی کوشش کی جائے کہ آیا تبدیلیِ مذہب کا خواہش مند خود اس عمل کے دوران متحرک (Active) ہوتا ہے یا غیر متحرک (Passive)۔ یعنی وہ فرد یا گروہ خود تبدیلیِ مذہب کے عمل میں بھرپور انداز میں شامل ہوتا ہے یا نہیں؟[۲۳]

۲- ماحول کی دست یابی: اس سے مراد کسی فرد کے قرب و جوار کے حالات کا مطالعہ ہے کہ جس معاشرے میں کوئی شخص رہ رہا ہے وہاں کے رسم و رواج اور قوانین اس کو مذہب کے انتخاب کی کس حد تک اجازت دیتے ہیں؟ وہ ایسا کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ یا پابندی محسوس کرتا ہے یا نہیں؟ مثلاً، اسلام میں مرتد کی سزا قتل سمجھی جاتی ہے[۲۴] تو جہاں یہ قانون نافذ ہو وہاں کسی شخص کا کوئی دوسرا مذہب اپنانا نسبتاً دشوار ہے ان ممالک کے جہاں یہ قانون لاگو نہ ہوا ہو۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جن معاشروں میں متعدد مذاہب موجود ہوں وہاں لوگ ایک سے زیادہ بار بھی مذہبی تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہیں۔[۲۵]

۳- ترغیب کے عناصر: ایک نہایت ضروری جزو جو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ محقق یہ جاننے کی کوشش کرے کہ "کس شے نے انسان کو مذہب تبدیل کرنے کی طرف مائل کیا؟"[۲۶]

مڈبھیڑ: داعی سے ملاقات

یہ مرحلہ کسی خاص مذہب کے داعی (Advocate)، مشنری یا وکیل سے مذہبی تبدیلی کے خواہش مند شخص یا گروہ سے ملاقات کے عمل کو جاننے اور جانچنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ریمبو لکھتے ہیں کہ زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی محقق تبدیلیِ مذہب کے عمل کو جاننے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی توجہ کا مرکز محض وہ شخص بن جاتا ہے جس نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہوتا ہے۔ محققین اکثر اس بات کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ جس طرح یہ

۲۳- ریمبو کے مطابق تبدیلیِ مذہب متحرک اور غیر متحرک دونوں انداز لیے ہوتی ہے، یعنی انسان اس عمل کے لیے خود بھی کوشش کرتا ہے اور دوسرے عوامل بھی اس کو اس کی طرف مائل کرتے ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:
Ibid., 45.

۲۴- اس موضوع پر مفصل بحث کے لیے دیکھیے: تنزیل الرحمٰن، **اسلامی قانون ارتداد** (لاہور: مرکزی انجمن خدام، ۲۰۰۱ء)۔

25- Heinz Streib, "Deconversion," in *The Oxford Handbook of Religious Conversion*, eds. Lewis R. Rambo and Charles E. Farhadian (New York: Oxford University Press, 2014), 272.

26- Lewis R. Rambo and Charles E. Farhadian, "Converting: Stages of Religious Change," in *Religious Conversion: Contemporary Practices and Controversies*, eds. Christopher Lamb and M. Darroll Bryant (New York: Continuum International Publishing, 1999), 27.

شخص توجہ کا حامل ہے بالکل اسی طرح نئے مذہب کی طرف راغب کرنے والا داعی بھی اس عمل میں نہ صرف شریک ہے بلکہ بہت سے عوامل میں اس کا کردار نہایت اہم بھی ہے۔(۲۷) اس لیے یہ ضروری ہے کہ تبدیلیِ مذہب کا مطالعہ ہمہ جہت ہو تاکہ داعی کی کوششوں اور طریقہ کار کے ساتھ ساتھ اس عمل میں اُس کی شرکت کی اہمیت کے متعلق بھی معلومات فراہم کی جاسکے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف محقق کی وضاحت جامع و مانع ہو گی بلکہ زیادہ سے زیادہ معلومات بھی اس ضمن میں اکٹھا کر سکے گا۔ ریمبو کہتے ہیں کہ داعی کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس عمل کو نکھارنے، سنوارنے اور موڑنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ داعی لوگوں کو تبدیلیِ مذہب کی دعوت دیتے ہیں؛ ان کو مطلوبہ مذہب کی طرف راغب کرنے کے لیے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں اور نت نئے طریقہ کار وضع کرتے ہیں۔ مثلاً داعی کسی عوامی جگہ، بازار یا پارک وغیرہ کے قریب اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد کو تلاش کر سکیں، ان سے بات کر سکیں اور ان کے مذہبی احوال کو جان سکیں۔ اس قسم کی تدبیروں سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ اُن کو نئے مذہب سے متعارف کرواتے ہیں۔ ریمبو نے ان تدابیر کے چار پہلوؤں کی نشان دہی کی ہے جن میں نئے مذہب کے فوائد بتانا، تدابیر کا انداز، رابطے کا طریقہ کار اور تبلیغ کی شدت شامل ہیں۔

ریمبو جس طرح اس مرحلے میں داعی کے طریقہ کار کی وضاحت پیش کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب وہ اس مرحلے کو لکھ رہے تھے تو ان کے پیشِ نظر عیسائی مشنری کا طریقہ کار تھا۔(۲۸) عائشہ الزہراء اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں یہ استدلال کرتی ہیں کہ ریمبو نے جس طرح تبدیلیِ مذہب کے مراحل کو بیان کیا ہے وہ اپنے ساتھ ثقافتی تخصص بھی لیے ہوئے ہے جس کی وجہ سے جب ایسی تہذیبوں پر ان کا نفاذ کیا جاتا ہے جو مغربی یا عیسائی ثقافت سے متاثر نہیں ہیں تو یہ اس عمل کو بیان کرنے میں زیادہ معاون ثابت نہیں ہوتیں۔(۲۹) اسلام اگرچہ خود میں ایک تبلیغی مذہب ہے(۳۰) تاہم اگر اس کے تبلیغی نظام کا موازنہ عیسائی مشنری نظام سے کیا جائے تو پتا چلتا

27- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 66.

۲۸- عیسائی مشن کا طریقہ کار جاننے کے لیے دیکھیے:

Pierce R. Beaver, "The History of Mission Strategy," in *Persepectives on the World Christian Movement*, eds. Ralph D. Winter and Steven C. Hawthrone (Pasadena: William Carey Library, 2009).

29- Kumpoh, "Conversion to Islam: The Case of the Dusun Ethnic Group in Brunei Darussalam", 255.

۳۰- مسلمانوں کو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دعوت دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً دیکھیے: القرآن ۴۱: ۳۳؛ القرآن ۳: ۱۰۴۔

ہے کہ اسلام کے پاس عیسائیت جیسا پیشہ وارانہ مشنری نظام موجود نہیں تھا۔(۳۱) بتول اینجل مارکڈ، (Batoul Angell Morchid)جو خود بھی ایک نو مسلم خاتون ہیں اپنے ایک خط میں لکھتی ہیں کہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں بہت کم مسلمان امریکہ میں رہائش پذیر تھے اور ان میں سے بھی زیادہ تر صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہوئے روزی روٹی کی تلاش میں ہوتے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ "ماضی کی نسبت آج کے دور میں مسلمان دعوت کے کاموں میں زیادہ متحرک دکھائی دیتے ہیں۔"(۳۲) لہذا ماضی میں اسلام میں پیشہ وارانہ مشنری کے نظام کے نہ ہونے اور مسلمان ہونے کے عمل کے نہایت سادہ اور آسان ہونے کی وجہ سے نہ صرف نو مسلموں کی تعداد جاننا دشوار ہے(۳۳) بلکہ اس سے قبولِ اسلام کے نظریات کی تشکیل اور تجزیہ بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثر محققین کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ اسلام میں مذہبی تبدیلی کے مطالعے کے لیے نظریات کی تلاش مشکل ہے۔ ماہا القویدی اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں رقم طراز ہیں کہ جدید و قدیم دونوں اقسام کے اسلامی ادب میں ہمیں قبولِ اسلام کے متعلق کسی تھیوری کا پتا نہیں چلتا۔(۳۴)

اسلام یا کسی بھی دوسرے مذہب پر اس ماڈل کا اطلاق کرتے وقت اس مرحلے میں اس عنصر کو بھی مد نظر رکھا جائے کہ لازمی نہیں کہ کسی مذہب کے فریم ورک میں تبلیغی وسعت(۳۵) ہونے کے باوجود اس کا تبلیغی نظام بھی اس دور میں موجود ہو۔ مزید بر آں کچھ مذاہب مثلاً زردشت مت میں مشنری نظام ہی موجود نہیں ہے۔(۳۶) لہذا ہو سکتا ہے کہ ان ادیان میں اس ماڈل کے نفاذ میں محققین دشواری کا سامنا کریں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگرچہ ریمبو نے اپنی تصانیف میں اسلام میں تبدیلیِ مذہب سے جڑی متعدد مثالیں پیش کی ہیں تاہم ان کی

31- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 70.

32- Batoul Angell Morchid, "Batoul Angell Morchid To Maryam Jameelah," (Lahore: Personal Library of Maryam Jameelah, 2011).

33- Shryock Andrew, "German Converts to Islam and Their Ambivalent Relations with Immigrant Muslims," in *Islamophobia Islamophilia: Beyond the Politics of Enemy and Friend*, ed. Shryock Andrew (Bloomington: Indiana University Press, 2010), 173.

34- Al-Qwidi, "Understanding the Stages of Conversion to Islam: The Voices of British Converts," 61.

۳۵- بعض مذاہب مثلاً آرتھوڈاکس یہودیت وغیرہ میں تبلیغ کے ذریعے کسی غیر یہودی کو یہودی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے پیدائشی یہودی ہونا شرط ہے۔

36- Larry Poston, *Islamic Dawah in the West: Muslim Missionary Activity and the Dynamics of Conversion to Islam* (Oxford: Oxford University Press, 1992), 3.

تحریروں میں اسلامی طریقۂ دعوت وارشاد کے متعلق کسی قسم کی بحث موجود نہیں ہے۔ انھوں نے داعی کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے جن چار پہلوؤں کی نشان دہی کی ہے وہ عمومی ہیں اور ان کا اسلامی تبلیغی جماعتوں کے طریقہ کار میں بھی بہ آسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ ریمبو کے ماڈل میں یہ وسعت موجود ہے کہ اس کے ذریعے یہ جانا جا سکے کہ اسلامی طریقہ دعوت نے کسی شخص کے مسلمان ہونے میں کیا کردار ادا کیا ہے۔

اس ماڈل میں یہ بات بھی نظر انداز کر دی گئی ہے کہ داعی یا وکیل بھی دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک طرف تو ایک ایسا داعی ہو سکتا ہے جو لوگوں کو کسی خاص مذہب کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف وہ جو انہیں اس مخصوص مذہب کی طرف مائل ہونے سے روکتا ہے۔ یہاں اس بات کا خیال بھی رکھا جانا چاہیے کہ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ صرف مذہبی وجوہات کی بنا پر کسی شخص کو نئے مذہب کی طرف راغب کیا جا رہا ہو یا داخل ہونے سے روکا جا رہا ہو۔ اس کی معاشی، معاشرتی، سیاسی یا کوئی دوسری وجہ یا وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً مریم جمیلہ ایک پیدائشی یہودی تھیں جو قبولِ اسلام کی طرف مائل تھیں۔ ان کے والد ہربرٹ مارکس یہ چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہونے کی بجائے عیسائی مذہب[۳۷] اختیار کر لیں کیوں کہ اس طرح وہ امریکی معاشرے میں بہتر طور پر ضم ہو سکیں گی۔ وہ چوں کہ عربوں کے لیے دل میں ہم دردی کے جذبات رکھتی تھیں تو ایک رات ان کے والد نے اخلاقی، سماجی اور سیاسی دلائل دیتے ہوئے انھیں اس بات کا قائل کرنا بھی چاہا کہ یہودیت اور عیسائیت کو اسلام پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ ان کے والد نے بتایا کہ مسلمانوں نے نازیوں کے ساتھ مل کر دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کو قتل کیا تھا۔ اور یہ کہ "اس کے بعد انھوں نے مجھے ۱۹۲۰ء، ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۶ء–۱۹۳۸ء میں فلسطین میں ہونے والے ہولناک دنگوں کے بارے بتایا کس طرح عربوں نے یہودیوں کا قتلِ عام کیا ہے۔"[۳۸]

اس مثال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص، گروہ یا تحریر کسی شخص کو کسی مخصوص مذہب کی طرف مائل ہونے سے روک رہے ہوں۔ اس لیے راقم الحروف کے خیال میں محقق کو چاہیے کہ دورانِ تحقیق اس پہلو کو بھی مدِ نظر رکھے۔

ریمبو کے خیال میں داعی ایک شخص ہے جو لوگوں کو کسی مذہب کی طرف دعوت دیتا ہے۔ مسلمان ہونے والے افراد کی مذہبی تبدیلی کے عمل کو سمجھنے کے لیے کی گئی بعض تحقیقات اس بات کا پتا دیتی ہیں کہ زیادہ تر لوگ

۳۷- سوائے مریم جمیلہ کے ان کے خاندان کے بقیہ افراد نے عیسائیت کو بطور مذہب اپنا لیا تھا۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
Maryam Jameelah, *Memories of Childhood in America: The Story of One Western Convert's Quest for the Truth* (Lahore: Mohammad Yusuf Khan, 1989), 208.

38- Ibid., 40.

داعی کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول نہیں کرتے (۳۹) بلکہ ان کے اسلام قبول کرنے کی وجہ زیادہ تر ان کا اپنا مطالعہ ہے۔ (۴۰) اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ضروری نہیں کہ داعی کوئی فرد ہی ہو۔ ہو سکتا ہے لوگوں کی تحریریں یا واقعات بھی کسی فرد کو مذہبی تبدیلی کی طرف مائل کر دیں۔ علاوہ ازیں، اس بارے میں تہذیبی اثر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً عائشہ الزہراء نے جب اس ماڈل کا اطلاق برونائی دار السلام میں ایک گروہ کے اسلام قبول کرنے کے عمل کو جانچنے کے لیے کیا تو انہیں ایک طرف تو ریمبو کے ماڈل کی وسعت کا اندازہ ہوا اور دوسری طرف انھوں نے اس ضمن میں ثقافتی اثرات کی موجودگی کو محسوس کیا۔ (۴۱)

تعامل: نئی شناخت کا حصول

یہ مرحلہ بھی داعی کے ارد گرد ہی گھومتا ہے۔ ریمبو کے مطابق، اس مرحلے میں تبدیلی مذہب کا خواہش مند شخص مختلف مذاہب اور تحریکوں کے متعلق معلومات حاصل کر لینے کے بعد کسی خاص تحریک یا مذہب میں دل چسپی لینا شروع کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں داعی کے ساتھ اس کی ملاقاتیں بڑھ جاتیں ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملاقات کا یہ سلسلہ باقاعدگی سے روزانہ ہونے لگتا ہے۔ ریمبو یہ کہتے ہیں کہ اس مرحلے میں خواہش مند شخص نئے مذہب کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرنے کی جستجو کرتا ہے جس سے اس پر نئے مذہب کی بہت سی ایسی باتیں بھی آشکار ہوتیں ہیں جن سے وہ پہلے ناآشنا ہوتا ہے۔ اب وہ نئے مذہب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اس کے مجموعی طرزِ حیات کے متعلق بھی معلومات حاصل کرتا ہے تاکہ اس بات پر غور کر لے کہ کیا وہ ایسا کر بھی پائے گا یا نہیں؟ یہ مرحلہ داعی کی اہمیت بتلاتا ہے کہ وہ نئے مذہب کے متعلق کس قسم کا نقطۂ نظر اس شخص کے سامنے رکھتا ہے؟ اور کس طرح اس کو مذہب کے فکری اور عملی پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے۔

ریمبو مشورہ دیتے ہیں کہ اس مرحلے میں ”ضروری ہے کہ ہم یہ جاننے کی کوشش کریں کہ اس عمل میں

۳۹- مثلاً ماہا القویدی لکھتی ہیں کہ ان کی تحقیق میں بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا ہو۔ دیکھیے:

Al-Qwidi, "Understanding the Stages of Conversion to Islam: The Voices of British Converts," 240.

40-- Ibid., 241.

۴۱- اس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:

Kumpoh, "Conversion to Islam: The Case of the Dusun Ethnic Group in Brunei Darussalam", 265.

داعی کی جانب سے رغبت دلانے کا فعل کس قدر شدید ہے اور وہ شخص خود کس حد تک اس عمل میں متحرک یا غیر متحرک نظر آتا ہے؟"[۴۲] اس مرحلے کا بنیادی حصہ کیپسول بندی (Encapsulation) ہے۔اس سے مراد داعی یا نئے مذہب کی جانب سے تخلیق کیا گیا وہ ماحول ہے جس میں تبدیلیِ مذہب کے خواہش مند شخص یا گروہ کو رکھا جاتا ہے۔ یعنی داعی جس طرح چاہتا ہے اسی طرح اس شخص کے سامنے نئے مذہب کی معلومات رکھتا ہے۔ ریمبو نے آرتھر جریل (Arthur L. Greil) اور ڈیوڈ رُوڈی (David R. Rudy) کی کیپسول بندی کی تھیوری[۴۳] کو استعمال کیا ہے جو اس عمل کو تین اہم حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱- جسمانی کیپسول بندی: انسان کو دوسروں سے الگ تھلگ رکھا جاتا ہے تاکہ جس طرح داعی بتائے اسی طرح وہ نئے مذہب کا تصور کرے۔ مثلاً تبلیغی دوروں پر کسی شخص کو لے جانا۔

۲- سماجی کیپسول بندی: انسان کے طرزِ حیات کو چند افراد اور نظریات تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً اسے کہا جاتا ہے کہ فارغ وقت اِدھر اُدھر بیٹھنے میں ضائع کرنے کی بجائے نوافل اور قرآن پاک کی تلاوت پر صَرف کرے۔

۳- نظریاتی کیپسول بندی: جب انسان کو نظریاتی اعتبار سے نئے مذہب کا پابند کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان نئے عقائد اور نظریات کو ہی قابلِ اعتماد سمجھنے لگتا ہے۔

اس مرحلے میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ تبدیلیِ مذہب کا خواہش مند شخص اپنی زندگی میں ہونے والی تبدیلیوں سے واقفیت حاصل کرلے اور اس کو اپنی نئی شناخت کا پتہ چل جائے۔ مثلاً، اگر وہ شخص اسلام قبول کر رہا ہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ اسلام میں شراب حرام ہے یا حلال ہے؟ اسلام میں پردہ کا تصور کیا ہے؟ یا اگر وہ شخص عیسائیت اختیار کر رہا ہے تو اسے تثلیث کے عقیدے سے آگاہی ہو جائے۔

سپردگی: نئی روحانی جہتوں سے وابستگی

تبدیلیِ مذہب کے خواہش مند شخص کی زندگی کا ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن مرحلہ وہ ہوتا ہے جب وہ نئے مذہب کے اختیار کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ لیتا ہے۔ اس مرحلے میں بعض اوقات کچھ خاص قسم کی عبادات کی

42- Rambo, "Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 56.

۴۳- اس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:

Arthur L. Greil and David R. Rudy, "Conversion to the World View of Alcoholics Anonymous: A Refinement of Conversion Theory," *Qualitative Sociology* 6, no. 1 (1983).

جاتیں ہیں، دعائیں پڑھی جاتی ہیں یا پھر کوئی عوامی اجتماع منعقد کیا جاتا ہے جو اس عمل کا لازمی جزو قرار دیا جاتا ہے۔ اسلام میں کلمۂ شہادت کا پڑھنا یا کیتھولک عیسائیت میں بپتسمہ کے عمل سے گزرنا اس کی مثالیں ہیں۔ ریمبو کے مطابق یہ عبادات نہ صرف اپنی طاقت سے انسان کو نئے مذہبی تجربات سے رُوشناس کرواتی ہیں بلکہ نئے مذہبی گروہ یا تحریک میں اس کی شمولیت کا اعلان بھی ہوتی ہیں۔[۴۴] ریمبو اس مرحلے میں پانچ بنیادی عناصر کے متعلق بتاتے ہیں جن میں فیصلہ لینا، عبادات کا وقوع پذیر ہونا، حوالگی، زبان یا شخصی سیرت کی تحویل اور از سر نو تعمیر کی تصدیق اور تشکیل ہونا ہیں۔[۴۵]

نتائج: تبدیلیِ مذہب کے ثمرات

ریمبو کے ماڈل کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ جو تبدیلیِ مذہب کے رد عمل میں ہونے والے نتائج کا جائزہ لینے اور معلومات فراہم کرنے سے متعلق ہے۔ ریمبو کا خیال ہے کہ عموماً انسان اپنی تبدیلیِ مذہب کے بعد پیدا ہونے والے واقعات اور حالات سے بہ خوبی آگاہ ہوتا ہے۔ اس کو اس بات کا بڑی حد تک پہلے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مذہبی تبدیلی کے کیا ثمرات ہوں گے؟ اور اب جب وہ اس عمل سے گزر جاتا ہے اور عملاً اس کو حالات کا تجربہ ہو جاتا ہے تو وہ نتائج کے متعلق بڑی حد تک تفصیلی معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ یہاں وہ محقق کو تجزیہ کرتے وقت دو مزید پہلوؤں کو مد نظر رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مرحلے پر محقق کو چاہیے کہ وہ نہ صرف نئی تحریک یا مذہب کے مروجہ قوانین کے مطابق اس عمل کے ہونے یا نہ ہونے کو جانچے بلکہ ساتھ ساتھ نتائج سے متعلق اپنے نظریات بھی پیش کرے۔[۴۶] یعنی محقق خود بھی نتائج کا تجزیہ کرے اور ساتھ ساتھ اس بات کو بھی مدِ نظر رکھے کہ جس مذہب کو قبول کیا گیا ہے اس کے قوانین کے مطابق تبدیلی کا عمل مکمل ہو گیا ہے یا نہیں؟

تبدیلیِ مذہب کی اقسام

عام طور تبدیلیِ مذہب سے مراد کسی شخص یا گروہ کا وہ فعل ہوتا ہے جب وہ ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کا انتخاب کرتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کا بدھ مت چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرنا یا کسی شخص کا عیسائیت چھوڑ کر بدھ

44- Rambo,"Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 58.

45- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 124.

46- Rambo, "Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 59.

مت قبول کرنا۔ مگر عصر حاضر میں اسے نہ صرف متعدد اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے بلکہ ان اقسام کو سمجھنے کے مختلف اندازکے متعلق بھی آگاہی فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ریمبو تبدیلیِ مذہب کی ۱۵ اہم اقسام کا ذکر کرتے ہیں:

۱– ارتداد (Apostasy): اس سے مراد ایسی مذہبیِ تبدیلی ہوتی ہے جس میں کوئی فرد یا گروہ اپنے پرانے مذہب سے قطع تعلق تو کرلیتا ہے مگر کوئی نیا مذہب اختیار نہیں کرتا۔ یعنی یہ وہ حالت ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی بھی مذہب کا پیروکار نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی شخص کا ہندومت یا بہائیت چھوڑ کر ملحد بن جانا۔

۲– تشدید(Intensification):اس سے مراد کسی شخص یا گروہ کی کسی ایسے مذہب یا تحریک سے وابستگی ہوتی ہے جس سے وہ پہلے بھی کچھ نہ کچھ رغبت رکھتا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی میں وہ مذہب اس شخص کی زندگی کا بنیادی محور بن جاتا ہے۔ مثلاً کسی یہودی کا یہودیت کی طرف شدید میلان۔

۳– الحاق(Affiliation): جب کوئی شخص یا گروہ کسی ایسی نئی مذہبی جماعت یا تحریک سے وابستہ ہو جاتا ہے جس سے اس کا پہلے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی نئی مذہبی تحریک جیسے یونیٹیرین چرچ سے وابستگی کا عمل۔

۴– ادارہ جاتی تبدیلی (Institutional Transition): جب کوئی شخص یا گروہ اپنے مذہب کے مختلف فرقوں میں سے کسی نئے فرقے کا انتخاب کرتا ہے۔ مثلاً کسی مسلمان کا سنی سے شیعہ بننے کا عمل۔

۵– مذہب کی تبدیلی(Tradition Transition): اس سے مراد کسی شخص یا گروہ کا ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں جانے کا عمل ہے۔ مثلاً جین سے سِکھ بننے کا عمل۔[۴۷]

یہاں اس بات کا اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں شاید ان میں سے بعض اقسام کو ان معنوں میں مذہبی تبدیلی نہ کہا جا سکے جن معنوں میں اسے عیسائیت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً، اسلام میں ادارہ جاتی تبدیلی یا الحاق ہو تو اس سے ان عقائد میں فرق نہیں پڑتا جو ایمان کے بنیادی جزو ہیں اور جن کو درج ذیل آیت مبارکہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾[۴۸] (لیکن نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔)

47- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 13-14.

۴۸– القرآن ۲: ۱۷۷۔

تبدیلِ مذہب کی تعریف

ریمبو اس عمل کو سمجھنے کے لیے نفسیاتی، سماجی، بشریاتی اور مذہبی جہات کو مدنظر رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ مذہبی تبدیلی کے ذاتی، سماجی، ثقافتی اور مذہبی عوامل کے متعلق مفصل آگاہی فراہم کی جاسکے۔ وہ ان چاروں موضوعات کو یکجا کر کے تبدیلِ مذہب کی ایک نئی تعریف وضع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "مذہبی تبدیلی ایسا عمل ہے جو واقعات، نظریات، توقعات اور تجربات کے ساتھ ساتھ اداروں اور لوگوں کے مسلسل تبدیل ہوتے ہوئے مدار میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔"[۴۹] ان کا خیال ہے کہ عموماً تبدیلِ مذہب کا مطالعہ کرتے وقت محققین اس عمل کے مذہبی پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس عمل کی کوئی نفسیاتی، سماجی یا سیاسی وجہ تلاش کرنے کو فوقیت دیتے ہیں۔ خاص کر وہ محققین جو سیکولر نظریات کے حامل ہیں وہ خود پر کسی قسم کی مذہبی قدغن برداشت نہیں کرتے یا کسی ماورائی طاقت کا ذکر پسند نہیں کرتے تاکہ بہ طور انسان خود کو محدود تصور نہ کریں۔ ریمبو کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے تبدیلِ مذہب کا عمل مکمل طور پر جاننا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ وہ اس عمل کے گنجلک اور کسی حد تک چھپے ہوئے ہونے کے ساتھ ساتھ اس عمل میں مذہب کی شناخت کے واضح طریقۂ کار کی عدم دستیابی جیسی رکاوٹوں کا ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن وہ اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ "اگر تبدیلِ مذہب کے تجربے کو مظہریاتی اعتبار سے اچھی طرح سمجھنا ہے تو ہمیں اس کے مذہبی پہلو کو سنجیدگی سے لینا ہو گا۔"[۵۰] اس کے علاوہ وہ تاریخ کو بھی مذہبی تبدیلی کے مطالعے کا ایک لازمی جزو بنانے کی تجویز دیتے ہیں۔

تبدیلِ مذہب کے مقاصد

کسی بھی شخص کی تبدیلِ مذہب سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس عمل سے گزرنے کے مقاصد سے آگاہ ہونا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ریمبو اس سلسلے میں جان لوفلینڈ (John Lofland) اور نارمن سکنووڈ (Norman Skonovd) کی تحقیق[۵۱] سے اتفاق کرتے ہیں جو ان مقاصد کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

49- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 5.

50- Rambo, "Conversion: Toward a Holistic Model of Religious Change", 50.

۵۱- اس ضمن میں مزید جاننے کے لیے دیکھیے:

John Lofland and Norman Skonovd, "Conversion Motifs," *Journal for the Scientific Study of Religion* 20, no. 4 (1981).

تقسیم کرتے ہیں:

۱– **فکری مقصد:** اس سے مراد کتابوں، مقالوں، ٹیلی ویژن، میڈیا یا مختلف مذہبی عبادات میں شمولیت کر کے اپنے علم میں اضافہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

۲– **روحانی مقصد:** اس سے مراد کشف، خواب، آوازوں یا کسی بھی قسم کے ماورائی تجربات کا حصول ہے۔

۳– **جذباتی مقصد:** اس سے مراد انسان کے باہمی تعلقات استوار کرنے اور چاہے جانے کے تجربات کا حصول ہے۔

۴– **تجرباتی مقصد:** جب کوئی شخص محض کسی خاص مذہبی تجربے سے اس لیے گزرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس تجربے کی طاقت اور افادیت کا ذاتی طور پر مشاہدہ کر سکے۔

۵– **احیائی مقصد:** اس قسم کے تبدیلیِ مذہب کے عمل میں ارد گرد کے لوگوں کی وجہ سے احیائے مذہب کی تحریک انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ مذہب کی طرف رجوع کرتا ہے۔

۶– **جابرانہ مقصد:** کسی شخص پر زور زبردستی کر کے مثلاً اس کو نفسیاتی طور پر اذیت دے کر، برین واشنگ کر کے، ڈرا کر یا خوراک وغیرہ کے لیے ترسا کر اس کا مذہب تبدیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔[۵۲]

درج بالا مقاصد میں سے پہلے پانچ مقاصد تو وہ ہیں جن کی تحریک انسان میں خود پیدا ہوتی ہے اور وہ مذہبی تبدیلی کے عمل سے گزرنے کے لیے جستجو شروع کر دیتا ہے تاہم چھٹا مقصد زیادہ تر انسان کے اپنے اندر اٹھی تحریک کے سبب نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ نام ہی سے واضح ہے کہ کوئی دوسرا شخص یا گروہ انسان کو اس عمل سے گزارنے کے لیے ایسے طریقہ کار اختیار کرتا ہے کہ جن کے نتیجے میں چاہتے نہ چاہتے ہوئے اس شخص کو مذہبی تبدیلی کے اس عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسلام میں چوں کہ یہ واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾[۵۳]

52- Rambo, *Understanding Religious Conversion*, 14-16.

۵۳– القرآن ۲: ۲۵۶۔ اس آیت کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ دنیا دار الامتحان ہے۔ اور یہ امتحان اور آزمائش کے منافی ہے کہ کسی کو دین کے معاملے میں کسی بات پر مجبور کیا جائے۔ وہ اس آیت مبارکہ کے ذریعے اپنے استدلال کی وضاحت کرتے ہیں: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (القرآن ۱۸: ۲۹)۔ (یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: فخر الدین محمد الرازی، **تفسیر الرازی المشتهر بالتفسیر الکبیر و مفاتیح الغیب** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۱ء)، ۷: ۱۵۔

(یعنی دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔) لہٰذا یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے، اس لیے اسلام میں اس قسم کی مذہبی تبدیلی کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ [۵۴]

نتائج بحث

لیوس رے ریمبو کے تبدیلیِ مذہب کے ماڈل کو سمجھنے کے لیے زیر نظر تحریر میں ان کی تصانیف کا جائزہ لیا گیا ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ اس ماڈل کا اطلاق اسلام پر کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کیا جا سکتا ہے تو کیا اس میں کسی ترمیم یا اضافے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ریمبو اپنے ماڈل کو سات مختلف مراحل میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا مرحلہ سیاق کا ہے جس سے مراد تبدیلیِ مذہب کا ماحول ہے۔ دوسرا مرحلہ مسائل کا ہے جو کسی فرد یا گروہ کی زندگی میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب وہ اس عمل سے گزر رہا ہوتا ہے۔ تیسرا مرحلہ جستجو کا ہے جو ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے عمل کی وضاحت کرتا ہے۔ چوتھا مرحلہ مڈبھیڑ ہے جس میں کسی مخصوص مذہب کے داعی یا مشنری کے ساتھ تبدیلیِ مذہب کے خواہش مند شخص کی ملاقات کے عمل کی وضاحت کی جاتی ہے۔ پانچواں مرحلہ، تعامل، داعی اور تبدیلیِ مذہب کے خواہش مند شخص کے باہمی روابط کی شدت کا جائزہ لینے میں مدد دیتا ہے۔ چھٹا مرحلہ سپردگی کا ہے جس میں اس بات کو جانچا جاتا ہے کہ کس طرح کسی فرد یا گروہ نے نئے مذہب کو اپنایا ہے۔ ساتواں اور آخری مرحلہ نتائج کا ہے جو تبدیلیِ مذہب کے بعد کے حالات کے جائزے میں مدد دیتا ہے۔ اس تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ ریمبو نے جس طرح اس ماڈل کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا ہے اس سے نہ صرف اس میں یہ وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ محقق سیاق و سباق کے لحاظ سے تبدیلیاں کر کے اس ماڈل کو اپنی تحقیق کے لیے کارآمد کر لے بلکہ یہ مرحلاتی ماڈل مذہبی تبدیلی کے مواد کی فراہمی اور ترتیب میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ وہ تبدیلیِ مذہب کے لیے اپنی تحریروں میں Converting کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تاہم نظریۂ فطرت اور نو مسلموں کے روحانی تجربات کی روشنی میں قبول اسلام کے مطالعے کے لیے انھوں نے Reverting/Embracing کی اصطلاح استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

۳۔ اس ماڈل کا اطلاق کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ ان کا یہ ماڈل جس ماحول میں

۵۴۔ یہاں یہ بات قطعی مراد نہیں ہے کہ عیسائیت، یہودیت یا ہندومت میں جبری مذہبی تبدیلی کی گنجائش موجود ہے۔ یہاں غرض صرف اتنا بتانا ہے کہ اسلام میں جبری مذہبی تبدیلی کی ممانعت ہے۔

ترتیب دیا گیا ہے وہ عیسائیت سے متاثرہ ہونے کی وجہ سے بہت سے اسلامی ممالک کے ماحول سے کلی طور پر مطابقت نہیں رکھتا اس لیے سیاق کو جانچتے وقت اس علاقے کی تہذیب و ثقافت کے اثرات پر بھی توجہ دی جانی ضروری ہے۔

۴– اسلام اگرچہ ایک دعوتی دین ہے تاہم اس میں عیسائیت کی طرح پیشہ وارانہ مشنری نظام موجود نہیں رہا۔ اس لیے مڈ بھیڑ اور تعامل کے مراحل میں داعی یا وکیل کی عدم موجودگی عین ممکن ہے۔ ان مراحل میں اس عنصر کو مد نظر رکھا جائے کہ لازمی نہیں کہ کسی مذہب کے فریم ورک میں تبلیغی وسعت ہونے کے باوجود اس کا تبلیغی نظام بھی موجود ہو۔

۵– داعی یا وکیل کی اس عمل میں شمولیت کو جانچتے وقت اس بات کو بھی مدِ نظر رکھا جائے کہ داعی دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو اس عمل کے حق میں ہوتے ہیں اور دوم وہ جو اس عمل کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۶– اس عمل کے ہونے یا نہ ہونے کے لیے لازمی نہیں ہے کہ صرف کوئی مذہبی وجہ ہی ہو۔ اس کی سیاسی، معاشی، معاشرتی کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ ریمبو چوں کہ خود بین المضامینی اسلوب کے حامی ہیں اس لیے ان کے ماڈل میں ان وجوہات کا جائزہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔

۷– ریمبو کی تحریروں میں داعی کے لائحہ عمل کی وضاحت کرتے وقت اسلامی اصول دعوت کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ مڈ بھیڑ اور تعامل کے مراحل کا جائزہ اسلامی دعوت و ارشاد کی روشنی میں بھی لیا جائے۔